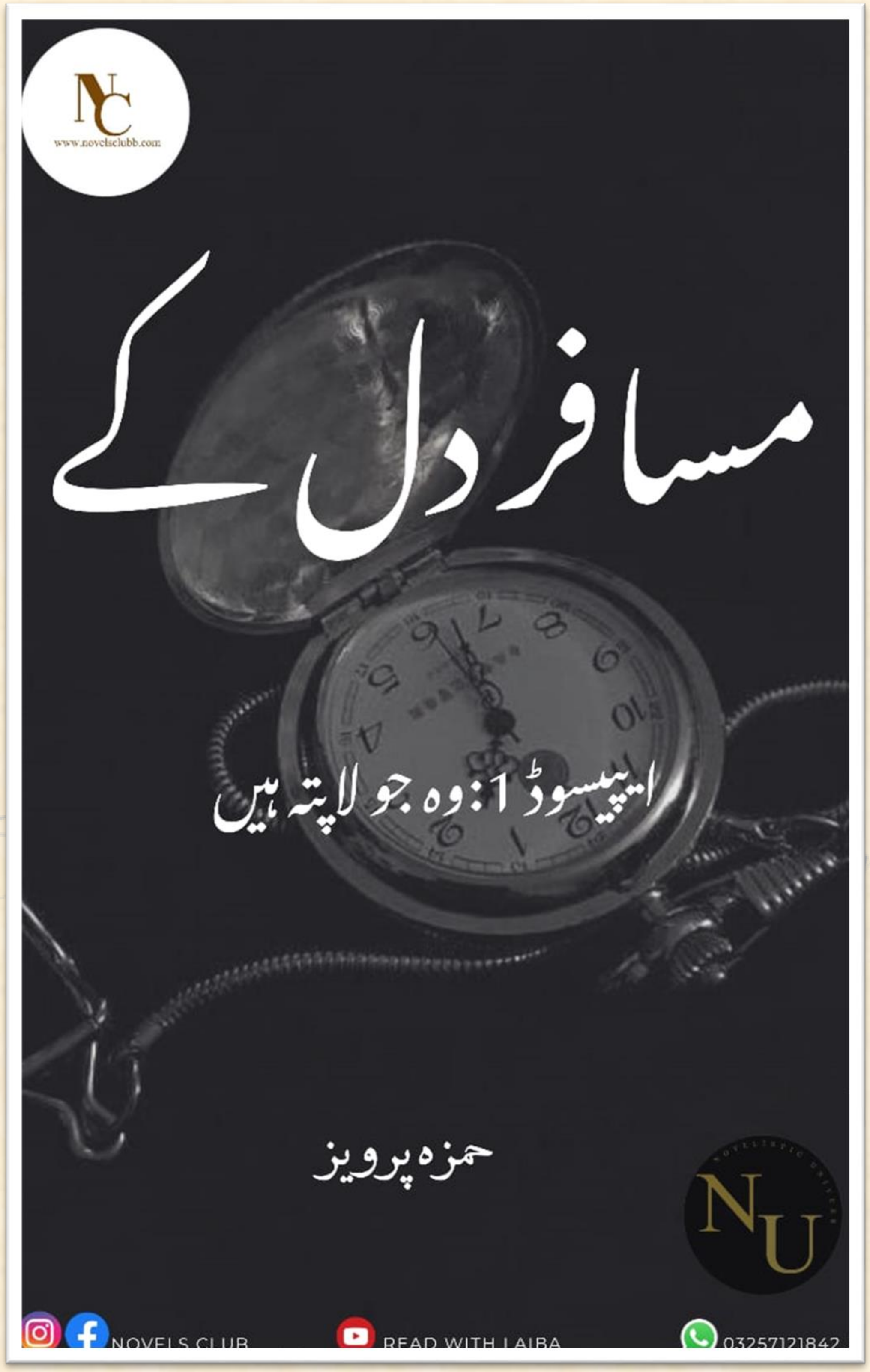
www.novelsclubb.com
مسافر دل کے
ایپیسوڈ 1: وہ جو لاپتہ ہیں
حمزہ پرویز
NU
NOVELS CLUB
READ WITH LAIBA
03257121842

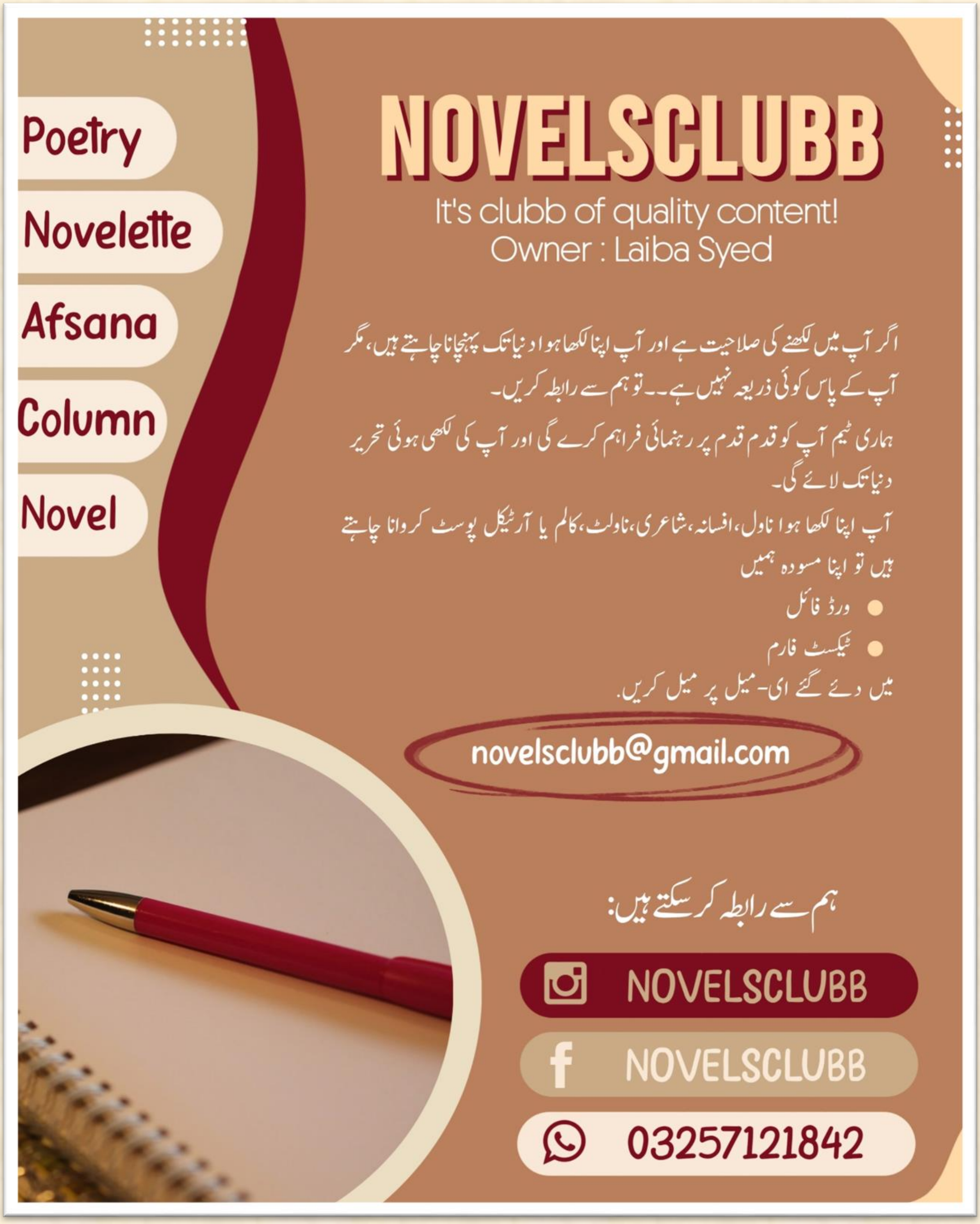
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

مسافر دل کے

از قلم

حمزہ پرویز

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "مسافر دل کے" کے تمام جملہ حق لکھاری "حمزہ پرویز" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کا نام لے کر جو نہایت رحم والا ہے

یہ کہانی ہے---

چمکتے ہوئے ستاروں کی

بچھڑے ہوئے پیاروں کی

خوب صورت بہاروں کی

روٹھے ہوئے یاروں کی

دریا کے کناروں کی

بھٹکتے ہوئے سہاوں کی

آگ کے انگاروں کی

دلکش نظاروں کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حسین خواب گاروں کی

میرے کچھ کرداروں کی

-

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب ا: وہ جو لاپتہ ہیں۔

ہماری یہ کہانی شروع ہوتی ہے ہاشم اور نورالہدیٰ سے... ہاشم اور نور دونوں جڑواہیں. مگر وہ جڑوا کوئی اور ہی ہوتے ہیں۔ جن کا آپس میں بہت پیار ہوتا ہے۔ یہاں معاملہ بالکل مختلف تھا. ان دونوں کی لڑائی کی سب کو اتنی عادت ہوئی تھی کہ کبھی یہ نا لڑتے تو گھر والوں کو لگتا کہ یہ بیمار ہیں مگر ان کا معاملہ بھی تھوڑا ٹوم اینڈ جیری (Tom and Jerry) جیسا ہی تھا۔

آپس میں تو ہر وقت لڑتے رہتے مگر ماں باپ کے ناراض ہوتے ہیں. دونوں ایک ہی ٹیم میں ہو جاتے۔ان کی ایک چھوٹی بہن تھی جوان سے 10 سال چھوٹی تھی۔اُس کا نام خدیجہ تھا۔ خدیجہ پر بھی کبھی کبھار رووٗب جمانے کے لیے اکٹھے ہو جاتے۔چونکہ خدیجہ سب سے چھوٹی تھی تو وہ ماں کی لاڈلی بھی تھی۔اور ہر بات جا کر ماں کو بتاتی تھی اس لیے نور اور ہاشم جان بجھ کر اُسے تنگ کرتے تھے۔اور فوراً ہی دونوں میں سے کوئی ایک خدیجہ کو کسی چیز کا لالچ دے کر اپنی ٹیم میں کر لیتا اور خدیجہ صرف دوسرے کی شکایت ہی ماں کو لگاتی اور پھر ماں سے اُس کی بہت بیزتی ہوتی۔آج یہ کام پہلے نور نے کر لیا کہ ”سکول سے واپس آؤ گی تو تمہیں مہندی لگاؤں گی" اور یہ بات سن کر خدیجہ فوراً مان گئی اور جا کر ماں سے کہا کہ ہاشم بھائی کہتے ہیں کہ ماں کی چمچی ہے ہر بات جا کر ماں کو بتاتی ہے" کبھی کبھی خدیجہ کو ہاشم اور نور "baby" کہتے تو ماں کو بہت غصہ آتا۔"اتنا پیارا نام ہے میری بیٹی کا اور اس ڈڈو (مینڈک) کو baby کہتے وقت "ماں کے غصے کی آگ میں پٹرول ڈالنے میں نور بھی پیچھے baby شرم نہیں آتی نا رہتی.(دونوں ہاشم اور نور ایک ٹیم میں صرف تب ہی ہوتے جب ماں کو پتہ ہوتا کہ غلطی دونوں کی ہے)خدیجہ کی بات اور تھی۔اُسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ان کے ابا ایک بزنس مین تھے اور چاہتے تھے کہ اب ہاشم بھی اُنہیں جوائن کر لے۔ مگر ہاشم کو اپنا کریئر خود

سے بنانا تھا، وہ ایک سنگر بننا چاہتا تھا۔ البتہ نور کو باپ کے ساتھ آفس جانے کا بہت شوق تھا مگر اسے اجازت نہ تھی۔ وہ اکثر باپ سے کہتی کہ ''اس بے کار سنگر سے تو بہتر ہے۔ آپ مجھے بھی ایک جیسے ہیں پھر آپ یہ موقع مجھے کیوں subjects ہائر کر لیں۔ ہم دونوں کے تو نہیں دیتے؟؟'' وہ دونوں اگلے مہینے 24 سال کے ہونے والے تھے اور ہمارے معاشرے میں اتنے میں لڑکی کی شادی کر دی جاتی ہے اور اگر نوجوان بھائی گھر ہو اور بہن باپ کے ساتھ کام پر جائے تو لوگوں کو موقع مل جاتا ہے باتیں بنانے کا۔ عمار صاحب ہمیشہ یہی سوچتے مگر نور کو کوئی جواب نہ دیتے۔ وہ اُس کا جواب بھی جانتے تھے۔ ''ابا لوگوں کا تو کام ہے باتیں بنانا وہ ویسے بھی بنائیں گے اور ہاشم کو شوق ہے سنگر بننے کا تو ہو سکتا ہے وہ کامیاب ہو جائے'' دل ہی دل وہ اُسکو بے کار سنگر ہی سمجھتی تھی مگر باپ کو راضی کرنے کیلئے ہاشم کو بھی support کر دیتی۔

Clubb of Quality Content!

-

وہ اوندھے منہ اپنے بیڈ پر لیٹے، ایک ہاتھ تھوڑی پہ رکھے تھی۔ اُس کے سامنے ایک کتاب پڑی تھی جسے وہ پڑھ رہی تھی اُس کی عمر تقریباً 2726 برس لگ رہی تھی۔ وہ کتاب میں اتنی مگن تھی کہ کب ایک خاتون اُس کے کمرے میں آ گئی اُسے معلوم ہی نہ ہوا۔ انہوں نے آتے ہی اسکو آواز لگائی۔

"مائرہ دنیا میں اور بھی بہت کام ہوتے ہیں یہ کتابیں پڑھنے کے علاوہ" وہ فوراً پلٹی اور اُس عورت کو دیکھا جو اُس کے رات کے برتن لے کر جا رہی تھیں۔ وہ فوراً اُٹھی اور اُن کے ہاتھ سے وہ برتن لے لیے۔

"کتابوں میں ہمیں وہ ملتا ہے جو حقیقت میں نہیں ملتا۔۔" اب وہ برتن لے کر کچن کی طرف جا رہی تھی۔

"اور امی آپ کو کتنی بار کہا ہے۔ آپ ایسے کام نہ کیا کریں مجھے اچھا نہیں لگتا۔" اُس کی آواز بہت پیاری اور لہجہ نرم تھا۔

"ہاں میں نہ اٹھاؤں تاکہ یہ برتن پوری رات یہیں پڑے رہیں۔" وہ گلہ نہیں کر رہی تھیں بس جان بوجھ کر مائرہ کو تنگ کر رہی تھیں وہ جانتی تھیں کہ مائرہ اپنے کام خود ہی کرتی ہے اور

ماں کے بھی مگر کبھی اُس کی کتاب میں انٹریسٹنگ سین آجائے تو وہ سارے کام چھوڑ کر اُس میں مگن ہو جاتی ہے۔

"امی آپ تو جانتی ہیں نہ" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی

"ہاں اب منہ نہ بناؤ میں مذاق کر رہی تھی۔اور ہاں، کل اتوار ہے۔آرام سے سونا، میرے لیے پریشان نہ ہونا، میں اپنا اور تمہارا ناشتہ بنا کر تمہیں اُٹھالوں گی۔ایک ہی تو چھٹی ہوتی ہے تمہیں۔میرا ابھی دل چاہتا ہے کہ میں تمہارا ناشتہ اپنے ہاتھوں سے بناؤں" مائرہ اب برتن دھونے کے بعد پتیلی میں پانی ڈال رہی تھی چائے بنانے کیلیئے۔

"ایک تم ہی تو ہو میرے پاس، تم گھر نہیں ہوتی تو یہ گھر کھانے کو دوڑتا ہے" اُن کے لہجے میں اُداسی تھی۔مائرہ جانتی تھی کیوں۔اب وہ بھی کچن کے کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔مائرہ نے کپ نکالنے کیلیئے کیبن کھولا۔اُس نے وہاں سے دو کپ نکالے تو وہاں رکھے تیسرے کپ پر نظر پڑی جو اُس کو ہی دیکھ رہا تھا. وہ ایک کالا سا کپ تھا جس میں کوئی گرم چیز ڈالنے سے اُس میں تصاویر واضح ہوتی۔مائرہ نے فوراً کیبن بند کر دیا۔ مگر ماں کی نظر بھی اس کپ پر ہی تھی۔

"کیا ہوتا اگر وہ....." انہوں نے کچھ بولنا چاہا مگر مائرہ نے اُنہیں گھورا تو وہ چُپ ہو گئیں۔ اُس کو وہ بات رَٹ چکی تھی جو ماں بولنا چاہتی تھیں۔ ماں وہ کپ پھینکنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں۔ کیونکہ اُن کو اُمید تھی وہ کبھی نہ کبھی واپس ضرور آئے گا۔

-

تاریخ تھی ا ستمبر

اور ٹائم ہو رہا تھا صبح کے 8:25 کا۔

پورے آفس کے لوگ اکٹھے ہو کر کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ سوائے ایک کے، وہ سارہ تھی۔ سارہ اس کی پرسنل سیکٹری تھی اور اس کے ہاتھوں سب سے زیادہ ذلیل ہونے والی انسان تھی۔ اُسے کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو وہ سارہ سے ہی کہتا۔ وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان تھا۔ زیادہ غصہ تو نہیں ہوتا تھا مگر اتنا فری بھی نہیں تھا کہ ہر ایک سے ہنس کر بات کرے۔ وہ آفس آتا، اپنا کام کرتا اور چلا جاتا۔ اس کی ڈکشنری میں جو الفاظ تھے وہ صرف کام، کام اور کام تھے۔ آج ایک بار پھر اس کو سب ہنسانے کی ناکام کوشش کرنے جا رہے تھے جو پہلی بار نہیں تھی۔ آخری کا پتہ نہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

،سب تیار تھے۔ٹھیک 8:30 پر وہ داخل ہو گا۔عام دفتروں کا وقت 9 سے 5 ہوتا 8:28 ہے۔مگر مصطفی کمال وہ کام نہیں کرتا جو سب کرتے ہیں۔اُس کے آفس کا وقت 8 سے 4 تھا۔اور وہ خود 8:30 پر آیا کرتا تھا۔آج اُس کی تیسوی سالگرہ تھی۔اور سب اُس کو wish کرنے کیلئے اکٹھے تھے سوائے سارہ کے۔

ٹھیک ایک منٹ بعد وہ داخل ہو گا۔اور آتے ہی سب کو دیکھے گا۔اور اُن کو یاد دلوائے 8:29 گا کہ وہ اُن کو تنخواہ یوں اکٹھا ہونے کے کیلئے نہیں دیتا۔اور سیدھا اپنے آفس جائے گا۔اور سارہ کو فون کریگا کہ اس مجمعے کو واپس بِھٹاؤ۔

ایک سوئی 8 اور 9 کے درمیان تھی،ایک 6 پر اور ایک 10 پر

10 سیکنڈ رہ گئے تھے۔سارہ نے آنکھیں بند کر لیں.وہ الٹی گنتی گن رہی تھی۔8:30-آج کچھ بدلا تھا۔سب کے اُمیدوں سے مختلف مصطفی کمال آج نہیں آیا تھا۔مگر کیوں؟کوئی نہیں جانتا تھا۔سب اپنی کرسیوں پر بیٹھ گیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یا شاید شاید کوئی جانتا تھا کہ وہ کیوں نہیں آیا۔سارہ سر جھکائے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔"کیا کہا تھا اُس لڑکی نے؟" وہ اُس لڑکی کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کو وہ کچھ دن پہلے اُس کے آفس لے گئی تھی۔وہ لڑکی کچھ پوچھنے آئی تھی۔ مگر کیا؟؟؟

یہ سوچنے کی وہ کوشش کر رہی تھی۔۔۔

-

ا رات پہلے

۱۳ اگست۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اپنا فون ہاتھ میں پکڑے کسی کو میں میسج کرنے کی کوشش کر رہا تھا. وہ بار بار کچھ کچھ ٹائپ کرتا اور پھر مٹا دیتا. وہ ایک سنسان پارک میں ایک بینچ پر بیٹھا تھا۔ ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ اگست کا مہینہ تھا اور وہ ٹی شرٹ پہنے تھا۔ آخر کار اس نے میسج سینڈ کر دیا۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟ میں پارک میں بیٹھا ہوں۔"

ہاشم اُس وقت عشا کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہا تھا۔ فون نکالنے پر سامنے وہ میسج چمک رہا تھا ۔اُس نے وہ میسج پڑھا'' میں آیا۔"جواب دو حرفی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہاشم اس وقت گھر پر نہیں ہو گا۔ جب ہاشم وہاں پہنچا تو اُسے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی۔۔۔

''میں کل واپس جا رہا ہوں۔ تب تک سوچ لو، اور یاد رکھو میں نے تمہاری مدد تب کی تھی جب تم مجبور تھے۔ اور اب مجھے تمہاری مدد چاہیے"

اُس کو ہاشم کی مدد کی ضرورت تھی مگر اسے لگ رہا تھا کہ ہاشم اُس کو دھوکہ دے گا۔ وہ ہاشم کی مدد نہیں چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا۔ ہاشم کوئی جواب دیے بنا وہاں سے نکل آیا۔ دل بُری طرح دھڑک رہا تھا۔ جو پچھلی بار ہوا تھا اُسکے بعد تو ابا کبھی نہیں مانیں گے۔ اُس نے دل ہی

دل سوچا۔ گھر داخل ہوا تو سامنے عمار صاحب بیٹھے تھے سوچا کہ ان سے بات کر لے مگر اتنی ہمت نہ کر سکا۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں جاتے ہی اُس نے التمش کو فون کیا" مجھے تمہاری مدد چاہیے۔۔"اور وہ بیڈ پر لیٹ کر اُسے سب سمجھا رہا تھا۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا اُسے کیا کرنا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح کے 10 بج رہے تھے اور آج وہ لیٹ اُٹھی تھی۔ جلدی جلدی اپنے کپڑے بدل کر وہ اپنے کمرے سے نکلی۔ سامنے اُسکی امی بیٹھی تھیں۔ اس نے اُن کو دیکھ کر گہری سانس لی۔۔۔

"امی اگر آپ جاگتیں تھیں تو مجھے کیوں نہیں اُٹھایا؟" وہ جلدی سے کچن میں گئی۔ گلاس میں جوس ڈال کر اسے جھپٹ سے پی گئی۔ واپس آکر ان کے گلے کے گرد دونوں ہاتھ رکھ کر گلے لگا یا۔ فریدہ بیگم ویسے ہی بیٹھی رہیں۔

“اب پریشان مت ہوییۓ گا، میں وہاں پہنچ کر کچھ کھالوں گی۔" اتنا کہہ کر ان کے ماتھے کو چوما اور بیگ لے کر وہاں سے نکلنے لگی جب فریدہ بیگم نے اُسے آواز لگائی۔

"مائرہ آج کیا تاریخ ہے؟"

مائرہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا اور پھر فون سے تاریخ دیکھنے لگی۔

"28 اگست، کیوں؟"

وہ اُٹھ کر اُس کے پاس آئیں۔“اور تم نے تاریخ دیکھ لی مگر دن نہیں دیکھا؟“انہوں نے پوچھا۔

“اور یہ بھی نہیں یاد کہ رات کو ہماری کیا بات ہوئی تھی؟"اُسے ماں کی بات سمجھ آگئی۔

“ایک تو یہ The Savory Spot نے دماغ خراب کرر کھا ہے۔ یاد ہی نہیں رہا کہ آج اتوار ہے۔" اس نے اپنے restaurant کا نام لیا۔

“اس میں قصور restaurant کا نہیں بلکہ تمہارا اپنا ہے تم نے اُسے سر پر سوار کرر کھا ہے۔“وہ اُسے سمجھا رہی تھیں۔

تو اتوار کو بھی کھلا ہوتا ہے مگر میں آپ کے کہنے پر چھٹی کرتی ہوں restaurant" مگر امی کو یہاں تک پہنچایا The savory spot۔ پچھلے تین سال سے محنت کر کے میں نے ہے۔اب میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔" اُس نے بھی ماں کو سمجھانا چاہا۔

کیلئے اتنی محنت کر رہی ہو جو تمہارا ہے ہی نہیں" انہوں نے restaurant مگر بیٹا تم اُس مائرہ کے الفاظ ہی ختم کر دیے۔

"امی پلیز" اُسکی شکل بتا رہی تھی کہ یہ بات اُسے اچھی نہیں لگی۔

"جس کے واپس آنے کی آپ دعا کرتی ہیں اسی کے آنے سے ہی آپ مجھے ڈراتی ہیں۔اور اُس نے بنایا تھا مگر اس restaurant ویسے بھی اُس نے آنا ہوتا تو کب کا آجاتا۔مانا کہ یہ کے نام سے لے کر چلانے تک سارا کام میں نے کیا۔پہلے وہ کبھی کبھار آجاتا تھا مگر پچھلے دو سال سے ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہے" وہ ماں کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتی تھی

-

اگست کو وہ پہلی بار مصطفی کمال سے ملنے جا رہی تھی۔ کچھ سوال تھے اُسکے ذہن میں، جن 30 ملی تھی۔ اور وہ appointment کا جواب شاید وہ جانتا تھا۔ 1 دن بعد اُس لڑکی کو آج کی بہت امید سے مصطفیٰ کمال کے پاس آئی تھی۔ چند سال پہلے مائرہ نے اُس کے منہ سے مصطفی کمال کا نام سنا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ وہی ہے یا کوئی اور۔۔۔

چند دن قبل کسی ورکر نے اسکی تعریف کرنے کیلئے مصطفی کمال کا نام لیا تھا یہ بتاتے ہوئے کہ "میم آپ کتنی اچھی ہے۔ ہمارا کتنا خیال کرتی ہیں۔ اور 1 مصطفی کمال ہے، اسکے آفس میں میری بہن کام کرتی ہے۔ اُسکے سامنے کبھی آنے کبھی آپ کی تعریف کروں تو وہ بہت جلتی ہے اور بتاتی ہے کہ اسکا باس کتنا خروس ہے"

مائرہ وہاں سے مسکرا کر گزر گئی مگر اُسے یہ نام بہت آشنا لگا تھا اور بالآخر اسے یاد آگیا۔

یہ وہی تھا۔ احد کا دوست، پرانا دوست

Clubb of Quality Content

وہ اپنی کرسی کا رُخ دوسری جانب کیے بیٹھا تھا جب اُسکی سیکٹری مائرہ کو دفتر میں چھوڑ کر گئی۔ اُسکے جاتے ہی مصطفی نے اپنی کرسی کا رخ اُس کی جانب کیا اور پھر، مائرہ پلک تک جھپکنا بھول گئی۔اُسکی دنیا تھم گئی، سارے سوالات کے جواب مل گئے۔

"آؤ بیٹھو" مصطفی نے کرسی کی جانب اشارہ کیا مگر وہ فوراً وہاں سے پلٹ گئی۔اور اپنے آنسوؤں کو پینے کی کوشش کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگلی شب جب وہ عشاء کی نماز پڑھ کر واپس آیا تو بھی عمار صاحب سامنے کرسی پر بیٹھے تھے۔

اُس نے سوچا کہ آج ہمت کر ہی لے بات کرنے کی مگر پھر سے ہمت نہ کر سکا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

"بات سنو" آواز اُس کے ابا کی تھی۔ وہ وہی سے واپس پلٹ آیا۔ ذہن میں ہزار سوچوں نے جنم لیا

"جی" اس سے زیادہ اُس سے کچھ بولا نہ گیا۔

"ہاشم تمہارا کیا پلان ہے؟" ہاشم کی سانس سے رُک گئی، کیا ابا جان چکے تھے؟

"جی میرا؟" اس نے انجان بننا چاہا۔

"زہری سی بات ہے، تمہارا نام ہی ہاشم ہے نہ؟" اُن کے لہجے میں نہ ہی غصہ تھا اور نہ ہی نرمی۔ انہوں نے اُسکے جواب کا انتظار کیا مگر اُسے نا بولتا پا کر اپنی بات جاری رکھی۔

"اگلے مہینے تم 24 کے ہو جاؤ گے سے تمہاری پڑھائی بھی مکمل ہونے والی ہے۔ مگر تم کسی چیز نہیں ہو، پڑھائی میں بھی تمہاری کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ اس طرح serious میں بھی تم میرا آفس کیسے سنبھالو گے؟"

ہاشم پھر بھی چپ رہا "تم سے بہتر تو نور ہے پڑھائی میں ،اور آفس میں بھی اس کی دلچسپی زیادہ ہے"

"تو آپ نور کو ساتھ لے جایا کریں" وہ فوراً سے سیدھا ہو کر بیٹھا،ایک نیا بہانہ مل گیا تھا۔اس بات پر عمار صاحب اندر تک کڑوے ہو گئے مگر بہت ضبط کے ساتھ بولے۔

"تو کیا تم گھر میں بیٹھ کر مکھیاں مارو گے ؟"

"نہیں میں کراچی جارہا ہوں "اُس نے ہمت کر کے وہ بول ہی دیا جو کل سے بولنا چاہتا تھا۔وہ تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہو گئے

"تم جا سکتے ہو "انہوں نے کہا۔کیا ابا کو منانا اتنا آسان تھا؟؟؟

"مگر میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تم واپس آتے ہی میرا آفس جوائین کر لو گے، منظور ہے ؟"اُسے اس وقت کراچی جانا تھا کسی بھی صورت،اس لیے فوراً مان گیا۔

"کتنے عرصے کیلئے جارہے ہو؟"اُنہوں نے اگلا سوال کیا۔

"تین مہینے "وہ نہیں جانتا تھا کہ اُس نے 3 مہینے کیوں کہا۔

"آج 1 ستمبر ہے، ٹھیک 3 مہینے بعد 1 دسمبر کو تمہیں یہاں ہونا ہے۔اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا"

"مگر ابا تین مہینے بعد تو فائنل ایگزامز ہیں" نور اندر سے نکلتے بولی۔ شاید اُس نے سب کچھ سن لیا تھا ہمیشہ کی طرح۔

"وہی پرانی عادت چھپ کر باتیں سننے سے کیا ملتا ہے؟" ہاشم نے اُکھڑے لہجے میں کہا

"اوہ شٹ آپ پلیز۔ میں تم سے بات نہیں کر رہی اور جب دو بڑے بات کر رہے ہوں تو چھوٹے بیچ میں نہیں بولتے" ابا قریب نہ ہوتے تو دونوں کی اب بھی کافی جھڑپ ہو جاتی۔۔۔

"ہاں تو میں کہہ رہی تھی "اُس نے اپنا رُخ ابا کی جانب کیا" کہ 3 مہینے بعد ہمارے فائینل ایگزامز ہیں۔ اگر یہ چلا گیا تو تیاری اس کا باپ کریگا؟" ایک لمحہ لگا اور وہ سمجھ گئی کہ اُس نے ابھی ابھی کیا بولا۔ اُس نے فوراً دانتوں سے زبان کو کاٹا۔۔

"سوری غلطی سے زبان پھسل گئی۔ اور ویسے بھی جس کام کیلئے یہ جارہا ہے اس کے لیے ایک ہفتہ بھی کافی ہے۔"

ہاشم کا رنگ فق ہو گیا۔ "نور کیا جانتی ہے؟" اُس نے سوچا۔

"ابا میں کتابیں ساتھ لے جاؤں گا اور وہاں پڑھتا رہوں گا"۔

"جو گھر رہ کر نہیں پڑھتا وہ کراچی جا کر پڑھے گا؟ ویری فنی "نور کیلئے چپ رہنا مشکل تھا۔ "ابا میں بتا رہی ہوں، یہ واپس آکر کہے گا کہ وہاں میری کتابیں چوری ہو گئیں"

"نور، میں نے تمہیں بچپن میں گرایا تھا جس وجہ سے تمہارے گھٹنے پر چوٹ لگی تھی، اُس کیلئے مجھے معاف کر دو." وہ سنجیدہ تھا۔

"ہاں میں بہت زور سے گری تھی۔ مجھے یاد ہے پر چلو آج تمہیں معاف کیا۔ کیا یاد کرو گے کم از کم احساس تو ہوا" وہ مسکرا رہی تھی

"احساس تو ہونا ہی تھا۔ میری وجہ سے تم گری تھی اور تمہارے گھٹنے میں موجود دماغ کو گہری چوٹ لگ گئی اور آج تک ہم سب میری اُس غلطی کا انجام بھگت رہے ہیں۔

"وہ نور کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔

"ابا یہ دیکھ لیں اس کو پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اس سے لڑتی ہوں" اُس نے مڑ کر ابا کو مخاطب کیا جواب تک وہاں سے جا چکے تھے۔-

"اس کا بدلا تو میں لوں گی، ہاشم کے بچے!!!" اُس نے سوچا اور واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی

-

2 ستمبر۔ جمعہ

اگلی صبح اُن کے گھر پر خاموش سی اُتری تھی اور اب دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔ وہ اپنے کپڑے الماری سے نکال کر تہہ کر رہا تھا اور اُنہیں بیگ میں رکھ رہا تھا۔ امی کو وہ اپنے کام نہیں کہا کرتا تھا اور نور سے اُسے کوئی اُمید نہیں تھی۔

"امی آپ پریشان نہ ہوں 3 مہینے کی تو بات ہے۔" وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جانا ضروری ہے کیا؟" وہ کل رات سے ہزار دفعہ یہ سوال کر چکی تھیں۔ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔

''بہت ضروری" اُس نے جواب دیا۔

"مگر کیوں؟" یہ سوال بھی وہ پہلے کر چکی تھیں۔

''ایک کام ہے" کچھ تو تھا جو وہ چھپا رہا تھا۔

"کیا چُھپا رہے ہو؟" ماں سے سے کچھ بھی چُھپانا مشکل ہے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں کیا چھپا رہا ہوں؟''اُس نے اُلٹا سوال کیا۔

''نور بھی جانتی ہے اور تمہارے ابا بھی، بس مجھے نہیں بتا رہے۔"

"نور جھوٹ بولتی ہے۔وہ کچھ نہیں جانتی۔" وہ اُنہیں بتا رہا تھا۔

''میں سچ بول رہی ہوں، جھوٹے تم ہو"۔شائد اس نے آج بھی سب سن لیا تھا۔

"نور کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ کیا جانتی ہیں؟" وہ اُس سے سوال کر کے ہاتھ سینے پر باندھے نور کے جواب کا منتظر تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دینے جارہے ہو کراچی یا اپنے آوارہ Audition "یہی کہ تم یا تو اپنی بے سری آواز کا دوستوں کے ساتھ گھومنے جارہے ہو اور امی آپ کو یاد ہے یہ پچھلی بار بھی ہمیں بتائے بغیر کراچی گیا تھا۔جب واپسی پر اس کے بازو پر پٹی لگی تھی۔اور ابا سے کتنی ڈانٹ پڑی تھی اسے، یہ اس کی پرانی عادت ہے بغیر بتائے جانے کی" وہ اُس کا سچ جان ہے چکی تھی اور ماں کو بھی بتا دیا کم از کم وہ یہی سمجھ رہی تھی۔

"تو اس میں چھپانے والی کیا بات ہے؟"ماں کو یہ کچھ خاص نہ لگا۔

"اگر مجھے بھی پتہ ہوتا کہ یہ بات ہے تو خود ہی بتا دیتا" وہ بڑبڑایا کسی نے سنا نہیں۔

"امی مجھے لگا آپ خوامخواہ پریشان ہوں گی اس لئے نہیں بتایا۔اب اس کے بعد کچھ نہیں چھپاؤں گا"اُس نے اُن کو تسلی دی۔

نور نے اُسے جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش میں اُس کی مشکل آسان کر دی تھی۔آج کے دن کے اس نے نور کے سارے گناہ معاف کیے۔۔

-

اُس نے آج بہت دن بعد اپنی میل اوپن کی، وہ بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو واٹس ایپ، انسٹا گرام کے آنے کے بعد کبھی کبھار اپنی میل دیکھتے ہیں۔ ستمبر 1 صبح 8 بجے آنے والی میل جب اُس نے دیکھی تو وہ ایک ہی سیکنڈ میں سمجھ گیا۔ وہ میل کوئی پہلے سے ہی اوپن کر چکا تھا۔ اور وہ کس نے دیکھی یہ بھی وہ جانتا تھا۔ اُسے نور پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ ماں اور نور کے سوالوں کے جواب دے کر آیا تھا۔

"تو اُس نے امی کو یہ سب کیوں نہیں بتایا" وہ سوچ رہا تھا۔ مگر وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ نور نے اُس کی میل کیوں دیکھی؟ اس کا جواب صرف وہی دے سکتی تھی۔ امی خدیجہ کے ساتھ مارکیٹ گئی تھیں۔ اُسے اپنے سکول کے پراجیکٹ کیلئے کچھ خریدنا تھا۔ اور ابا روز کی طرح اس وقت آفس میں ہی تھے۔ یہ ہی موقع تھا نور سے بات کرنے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

’’نور تم نے میری میلز کیوں دیکھی ؟"نور اپنے لئے فنگر چپس بنا رہی تھی۔جب ہاشم نے اُسے پکارا۔

’’تم بھی تو میری میلز دیکھتے ہو"جواب دوٹوک تھا۔

"میں ؟کب ؟"اُس نے حیرانی سے پوچھا-

"اور تمہیں کیوں لگا کہ میں تمہاری میلز دیکھوں گی؟"

"اگر تم نے میل دیکھ ہی لی تھی تو امی سے جھوٹ کیوں بولا ؟"انداز دوٹوک تھا۔

"مجھے واقعی سمجھ نہیں آرہی کہ تم کیا کہہ رہے ہو"وہ گرم تیل میں آلو ڈالتے ڈالتے رُکی اور گرم چمچا اُس کی طرف بڑھایا۔

’’اب اگر تم نے کوئی اُلٹی سیدھی بات کی تو یہ سیدھا تمہارے منہ پر دے ماروں گی‘‘ ہاشم دو قدم پیچھے ہٹا۔

’’پلیز امی کو بھی بتادینا‘‘ اب کی بار انداز دوستانہ تھا۔

’’اوکے بتادونگی، مگر بتانا کیا ہے؟‘‘ وہ ہاشم کے مزید قریب ہوئی، تجسس بڑھ رہا تھا

وہ بھی قریب ہو کر سرگوشی میں بتانے لگا"یہی کہ تمہارا دماغ گھٹنوں میں ہے"اور واپس کو بھاگا۔نور کا دل چاہا کہ وہ واقعی گرم چمچا اُسکے منہ پر دے مارے۔

"ابا نے تمہارا لیپ ٹاپ لیا تھا۔انہوں نے کوئی ضروری میل بھیجنی تھی۔شائد انہوں نے ہی دیکھی ہو"اُس نے پیچھے سے آواز لگائی،ہاشم کے قدم وہیں زنجیر ہو گئے اور واپس کو مڑا۔

یہ نا ہوتا۔وہ سوچ رہا تھا۔اُس کے پاس نور کی بات کا reaction نور وہ میل دیکھتی تو اُس کا یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارا تھا۔

"تم جانتی ہو کیا؟"

"ہاں میں جانتی ہوں کہ میں بہت ذہین ہوں"

"یہ نہیں،بلکہ یہ کہ تمہارا دماغ گھٹنوں میں ہے،جس پر کوئی گہری چوٹ آئی ہے"نور اُسکا منہ دیکھتے رہ گئی۔

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے،کیا سمجھتے ہو تم خود کو؟"وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔

"میں کب سے تم سے پوچھ رہا ہوں،یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟"

"کیونکہ تم نے یہ پوچھا ہی نہیں کہ تمہارا لیپ ٹاپ کسی نے استعمال کیا۔ تم تو بس مجھ پر الزام ہی لگا رہے تھے"

"اچھا، اچھا" وہ نور کے سامنے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم نے ایک سوال کیا تھا، اِس سے پہلے؟" وہ اُس سے سوال دہرانے کا کہہ رہا تھا۔

"یہی کہ تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟" نور نے اپنے ہاتھ باندھ لئے۔

"تم سے ہزار گنا بہتر" اب کی بار وہ مسکرایا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ "ہاشم کے بچے!!!"

"تمہیں لڑاکا پھپھو کہیں گے" اُس نے جملہ مکمل کیا اور سیڑھیوں سے اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ نور کا دل چاہا کہ اُس کے سر میں گرم چمچا مارے مگر وہ دور جا چکا تھا۔

"ابا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" ہاشم ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر پوچھ رہا تھا انہوں نے ایک نظر ہاشم پر ڈالی، وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

"نہیں" لہجہ اسپاٹ تھا۔

"آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ پلیز" وہ دونوں ہاتھ پیچھے باندھے کھڑا تھا۔

"جب تمہیں میری ہاں یا نہ سے فرق نہیں پڑتا تو پوچھ کر ٹائم برباد کیوں کر رہے ہو۔ آؤ اور جو کہنا چاہتے ہو وہ کہو۔" وہ مصروف لگ رہے تھے۔

"ابا آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ میں کیوں جا رہا ہوں" وہ اُن کے سامنے آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا تم نے پوچھا کہ میں جانتا ہوں یا نہیں؟" وہ بھی نور کے والد تھے۔

"آپ بتا تو سکتے تھے یا جانے سے منع کر سکتے تھے؟" اس نے کرسی تھوڑی آگے دھکیلی۔

"کیا میں نے تم سے پوچھا کہ تم کیوں جا رہے ہو؟" وہ ہلکا سا مسکرا رہے تھے۔

"نہیں نا؟ تو زہری سی بات ہے کہ میں جانتا ہوں ورنہ میں ضرور پوچھتا۔ اور ابھی میرے منع کرنے سے تم رک گئے؟ میرے منع کرنے کرنے سے اگر تم دروازے کے اُس پار نہیں رک سکے تو کراچی جانے سے رک سکتے تھے؟؟" اُنہوں نے دروازے کی طرف اِشارا کیا۔

"ابا آپ تو جانتے ہیں التمش کو وہ میرا سب سے اچھا دوست ہے، اُس وقت آپکو یہ اِس لئے بتایا کیونکہ نور بھی وہیں تھی اور وہ فوراً جا کر امی کو بتا دیتی، اور آپ تو جانتے ہیں کہ امی کو التمش کچھ خاص پسند نہیں ہے" وہ سانس لینے کو رُکا۔

"وہ اُسے تب سے ناپسند کرتی ہیں جب وہ 10 سال کا تھا اور امی کی باتیں جا کر اپنی امی کو بتایا کرتا تھا" اِس بات پر دونوں ہنسے۔۔

"ہاں، میں اُسے بھی اچھے سے جانتا ہوں اور تمہیں بھی، زیادہ صفائیاں دینے کی ضرورت نہیں، اور میں یہ تمہاری امی کو بھی نہیں بتاؤں گا" انہوں نے چشمہ پہنتے کہا۔

اُن کو التمش بھی ہاشم جتنا ہی پیارا تھا وہ کبھی کبھار یہاں آتا تو ابا اُس کو اکثر کہتے کہ ہاشم کو بھی اپنی طرح کا بنا دو۔ ہاشم اور التمش بچپن کے دوست تھے مگر پھر التمش کے ابا کراچی شفٹ ہو گئے۔ اور تب سے وہ ہر دو تین مہینے بعد حیدر آباد آیا کرتا تھا۔ ہاشم اور باقی گھر والوں سے ملنے

۔ہاشم نور اور التمش تینوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے اور کراچی جا کر اُسکی ذہانت کو دیکھتے ہوئے وہاں کے پرنسپل نے اُسے ایک کلاس آگے کر دیا تھا۔اب التمش اپنے باپ کا بزنس سنبھال رہا تھا۔

"اور تم نے تین مہینے کیوں کہے؟"اب ابا کی تفتیش شروع ہو چکی تھی۔

"وہ میں بھی نہیں جانتا"اُس نے ہلکے سے شانے اچکائے اور ہنس دیا۔

Hello Hashim, Ami Abu kal umrah par ja rahe hain. Abu ne shayed uncle ko bhi bataya ho , aur aisy mein main bilkul akela ho raha hun , bore hota rahunga .. Woh mujhy apna saara business bhi mujhy sambhalny ko de gaye hain , yeh tumhare liye bhi acha hoga agr tum aa jaao .. tumhein bhi business ka idea ho jayega. 21 dino ki hi baat hai-Ho Sake to tum a jana. Agr uncle ne

ijazat na di to unko kehna ke tum mere pass aa rahy ho , woh mujhy bhi to hamesha kehty hain ke tumhein bhi kuch sikhaun ... Mera phone khrab hai is wjah se laptop se email bhej raha hun ta ke tum ready raho , baqi batein phone par kreingy

bye........Altamash

1september

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اعزاز صاحب نے ہاشم کے ابا کو کچھ دن پہلے بتایا تھا کہ وہ عمرہ پر جا رہے ہیں اور سارا بزنس التمش سنبھالے گا۔اس لیے وہ بھی پچھلے کچھ دِنوں سے بار بار ہاشم کو اپنا بزنس سنبھالنے کو کہہ رہے تھے۔ہاشم کو بزنس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ مگر وہ اپنے دوست کو کبھی انکار نہیں کریگا۔اور اچھا ہی ہے اگر ہاشم چند ہفتوں کیلئے چلا جائے۔شائد واپسی پر وہ میرا آفس بھی آکر سنبھال لے۔

وہ من ہی من یہ سب سوچ کر مسکرا رہے تھے۔وہ اپنی میل بھیجنے کیلئے ہاشم کا لیپ ٹاپ لائے تھے مگر اب وہ اپنی میل بھیجنا بھول گئے تھے۔انہوں نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور واپس اُس کے کمرے میں رکھ آیا۔۔

30 اگست-منگل

وہ اپنے آنسو پینے کی کوشش کرتے کرتے وہاں سے مڑی اور باہر کو جانے لگی جب پیچھے سے اُسے کسی نے پکارا۔

"مائرہ، میں نے کہا کہ بیٹھو"

"اور آپ کون ہیں مجھے یہ کہنے والے؟"اُس نے پلٹے بغیر کہا۔

"مائرہ تم ایسا Behave کیوں کر رہی ہو جیسے تم مجھے جانتی ہی نہیں" وہ اُداسی سے اُسے پکار رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"تم نہیں آپ، اور میں کسی مصطفی کمال کو نہیں جانتی، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں یہاں کچھ پوچھنے آئی تھی جس کا جواب مجھے مل گیا ہے۔ اگر کچھ اور پوچھنا ہوا تو ضرور آؤں گی۔" اُس نے اپنے آنسو جزب کر کے پلٹ کر کہا۔

"بیٹھو اور میری بات سن کر جاؤ" اُس نے اُسی انداز میں کہا۔ مائرہ سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو التمش، اگر تم نہ ہوتے تو میں یہ سب اتنی آسانی سے نہ کر پاتا۔" وہ واٹس ایپ پر التمش کو میسج لکھ رہا تھا۔

مگر اُس سے اوپر ایک اور بھی لمبا سا میسج شو ہو رہا تھا، ایک لمبا سا پیرا گراف۔ وہی پیرا گراف جو التمش نے ہاشم کو بھیجا تھا میل پر مگر یہاں وہ میسج التمش نے نہیں، بلکہ ہاشم نے التمش کو بھیجا ہوا تھا۔

"مگر مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا" التمش کا فوراً جواب آیا۔

"1 مہینے کی تو بات ہے۔ باقی سب میں تمہیں کراچی آکر سمجھاتا ہوں۔ اور تم نے کوئی جھوٹ تو نہیں بولا۔ انکل آنٹی تو عمرہ پر جا چکے ہیں۔ اسی بہانے تمہیں بھی company مل جائے گی" اب کی بار ہاشم نے چھت پر ٹہلتے ٹہلتے voice message بھیجا۔

نہ لگا ہو؟"fake"مگر انکل کو یہ سب

ہی اتنی اچھی لکھی تھی میں نے"script"تو نہیں لگا ہو گا۔ آخر"fake"نہیں

"ہاں بلکل، بہت اچھی"

"مگر تمہیں کیسے پتا تھا کہ انکل وہ میل دیکھیں گے؟"

"کیونکہ وہ ہفتے میں دو تین بار تو میرا لیپ ٹاپ تو استعمال کرتے ہی ہیں اپنی میلز بھیجنے کیلئے"

"اور جیسا کہ میں نے میل میں لکھا کہ انکل کو کہنا کہ تم میرے پاس آرہے ہو، تو تم ڈائریکٹ بھی انکل سے کہہ سکتے تھے، نہیں؟"ساتھ میں اُس نے سوچنے والا ایموجی لگایا۔

"اِس طرح اُن کو لگتا کہ تم میری حمایت کررہے ہو، مگر اب وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں سچ میں تمہارے کہنے پر ہی آرہا ہوں"

"مگر تم آ کیوں رہے ہو؟ یہ تو بتاؤ"

"یہ تو میں تمہیں وہاں آکر ہی بتاؤں گا"

''ایک آخری سوال، اگر میرا فون خراب تھا تو میں نے 1,2 انتظار کیوں نہیں کیا کہ فون ٹھیک ہو کر آجائے تو تم سے آنے کا کہوں؟''اُس کے سوال ختم ہی نہیں ہو رہے تھے

''تم جانتے ہو کیا؟ تمہارا دماغ بھی گھٹنوں میں ہے''اُسے اب التمش پر غصہ آرہا تھا

''میرا بھی؟ اور کس کا؟''اب وہ جان بُجھ کر ہاشم کو تنگ کر رہا تھا۔ مگر اب کی بار جواب نہیں آیا، وہ فون ہاتھ میں پکڑے کسی اور کو میسج کرنے لگا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگست- منگل 30

’’بیٹھو اور میری بات سُن کر جاؤ‘‘ وہ اُسی انداز میں بولا۔

مائرہ واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔

’’میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ میں کسی مصطفٰی کمال کو نہیں جانتی‘‘

"مگر میں تمہیں جانتا ہوں‘‘ اُس کا لہجہ بہت اپنا سا لگ رہا تھا۔

’’کب سے؟" مائرہ کی آنکھیں بتا رہی تھی کہ وہ عنقریب رو دے گی۔

مگر وہ خود کو بہت مضبوط کر چکی تھی ان 2 سالوں میں-

’’پچھلے 6 سال سے‘‘ وہ اپنی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو گھما رہا تھا۔اُس کی آنکھیں بہت اُداس لگ رہی تھی

’’مگر میں نہیں جانتی کہ مصطفی کمال کون ہے۔‘‘ وہ اُس کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی۔

’’تم کسی مصطفٰی کمال کو نہیں جانتی، میں جانتا ہوں۔ مگر تم مجھے جانتی ہو۔" اُس کی لال آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جسے مائرہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

Clubb of Quality Content

"تم سِگار پیتے ہو؟"اُس نے ٹیبل پر پڑی سِگار کی ڈبی کو دیکھ کر پوچھا۔

"جب تنہائی باتیں کرتی ہے تو بہت کچھ پینا پڑتا ہے"وہ مسکرا رہا تھا۔مگر اُس میں چھپی اُداسی مائرہ محسوس کر سکتی تھی۔

"تمہیں ماں کی یاد نہیں آتی؟"اب تک وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔سوال بہت تھے اُسکے پاس مگر جواب آج ملنے تھے۔

"جب آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ تم ہو اُنکے پاس تو دل کو تسلی رہتی ہے"وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بہتر ماں کا خیال رکھ سکتی ہو"

مطلب کہ اُسے بھی ماں یاد آتی تھی۔تو وہ ملنے کیوں نہیں آتا تھا؟؟؟

"احد تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟"اس نے احد کی نظروں سے نظر ملائی۔"کیوں ایک دوغلی زندگی جی رہے ہو؟"

"احد؟بہت عرصے بعد یہ نام سُنا،اچھا لگا"احد نے مائرہ سے نظریں چراتے کہا۔

"مصطفی کمال تو تمہارا دوست تھا نہ؟ وہ کہاں ہے؟" وہ صرف اتنا ہی جانتی تھی کہ احد کا کوئی دوست تھا جس کا نام مصطفٰی تھا۔

"میں نہیں جانتا"

"تم مجھ سے اور اپنی ماں سے کیوں بھاگتے پھر رہے ہو؟"

"میں نہیں جانتا۔" اُس کے لہجے سے وہ اپنائیت جا چکی تھی۔

"ماں کو لگتا ہے کہ تم مجھے طلاق دے دو گے، کیا وہ ٹھیک کہتی ہیں؟" وہ یہ سوال کر کے اپنی اُمید کے ٹوٹنے سے ڈر رہی تھی۔ اگر اُس نے ہاں کہہ دیا تو؟

"ہاں" سیکنڈ کے دسویں حصے میں ہی مائرہ کو لگا کے وہ سانس نہیں لے سکے گی۔ "اگر تم چاہو"

مائرہ نے آنکھیں کھولیں تو اُس کا آنسو سیدھا بہتا اُس کی گود میں موجود موبائل پر جا گرا۔ تو اُس نے ہاتھ سے فون کی سکرین کو صاف کیا۔ اس سے فون کی لاک سکرین چمک اُٹھی اور سامنے احد کی تصویر تھی جو شاید احد نے نہیں دیکھی۔

"اور تمہیں کیا لگا کہ میں ایسا چاہوں گی؟"

"میں تمہاری زندگی کے 5 سال ضائع کر چکا ہوں میرے لیے یہ تک گلِٹ ہی کافی ہے۔"

"کسی کے 5 سال ضائع کرنے کا گلٹ، کسی کو مارنے سے زیادہ نہیں ہوتا" اُس نے بے یقینی سے مائرہ کو دیکھا۔

"ماں؟ ماں تو ٹھیک ہیں؟" اُس کے ذہن میں پہلا خیال ماں کا آیا۔ اور مائرہ؟ کیا وہ اُس کی گنتی میں آتی تھی؟ مگر کہاں؟

"ابھی تھوڑی دیر پہلے اگر تم ہاں کے بعد کچھ نہ کہتے تو مائرہ سلطان یہاں سے چل کے نا جا پاتی"

"میں نے تمہیں اتنے سالوں میں کچھ نہیں دیا، سوائے دُکھ کے، تم کیوں ساری زندگی میرے نام کا پھندا اپنے گلے میں لگا کے رکھنا چاہتی ہو؟"

"تم میرے گلے کا پھندا نہیں، پاؤں کا سٹول ہو جو گر گیا تو میں لٹک جاؤں گی"

"مگر تم کیوں ساری زِندگی اِس سٹول پر انحصار رہنا چاہتی ہو؟"

"کیونکہ اس سے میں ماں کے ساتھ رہ سکوں گی۔ وہ تمہارے بغیر رہنا سیکھ چکی ہیں میرے بغیر نہیں رہ سکیں گی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا وہ صرف اس لیے اُس سے طلاق نہیں لینا چاہتی تھی؟ ایک ایسے شخص کی ماں کیلئے؟

"لوگ مر بھی تو جاتے ہیں۔ تم میری ماں کیلئے اپنی زندگی خراب نہ کرو"

اُس نے مر جانے کا لفظ اتنی آسانی سے کیسے استعمال کر لیا؟ کیا اُسے ڈر نہیں لگتا تھا؟ مر جانے سے؟ اپنوں کے بچھڑ جانے سے؟ یا شاید وہ اس کا عادی ہو گیا تھا۔ مگر کیوں؟؟؟

"تمہاری ماں؟" اُسکی آنکھیں لال ہو گئی "صرف تمہاری ماں؟"

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ بات سمجھنے کی کوشش کرو"

"تمہارا مطلب جو بھی تھا، اتنا جان لو کہ وہ تم سے زیادہ میری ماں ہیں کیونکہ میں اُنکو یوں چھوڑ کر نہیں بھاگی اور نہ کبھی اُنہیں چھوڑ کر جاؤں گی" وہ جذباتی ہو کر سوچ رہی تھی۔ مگر اِس سے حقیقت نہیں بدلتی۔

"تم جانتے ہو وہ روزانہ تمہیں یاد کرتی ہیں مگر جب وہ تمہارے واپس آنے کی دعا کرتی ہیں تو اُن کے اُٹھے رُک جاتے ہیں۔ پتہ ہے کیوں؟ اُن کو لگتا ہے کہ تم میری وجہ سے گھر چھوڑ کر

گئے ہو اور یہ کہ تم اب کی بار آؤ گے تو مجھے طلاق دے کر جاؤ گے۔اُن کو لگتا ہے کہ تم مجھ سے چھین لو گے "restaurant اپنا

"وہ صرف تمہاری نہیں، ہمارے سلامتی کی دُعا کرتی ہیں" وہ خاموش ہوئی تو سارے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

"آئی ایم سوری، ہر اُس اذیت کیلئے جو میں نے تمہیں دی" وہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔کیا اتنے سے ہی اُن اذیتوں سے مُداوا ہو سکتا تھا؟

"ماں سے ملنے کب آؤ گے؟"اُس کی آنکھوں میں اُمید سی تھی۔اُس نے ایسا سوال نہیں کیا جس کا جواب وہ ہاں یا نہ میں دے سکے۔۔

"جلد"

"مصطفیٰ کمال کہاں ہے؟"اُسے جاتے جاتے پھر سے مصطفیٰ کمال یاد آگیا۔

"میں نہیں جانتا"اُس کا جواب وہی تھا۔

"تم نے مار دیا اُسکو؟"اُس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"میں نے کسی کو نہیں مارا"

''تو کہاں ہے وہ؟ جس کا نام تم پچھلے پتا نہیں کتنے سال سے استعمال کر رہے ہو؟''

''میں اُسکا انتظار کر رہا ہوں "اُس کا لہجہ نرم تھا۔

''کسی کا انتظار اُس کا نام استعمال کر کے نہیں کیا جاتا احد۔"

"میں یہ ضرور جانتی ہوں کہ تم کچھ غلط کر رہے ہو مگر میں روک نہیں سکتی۔ کیونکہ اِن گزرے ماہ و سال نے مُجھ سے وہ حق بھی چھین لیا ہے''

''تمہارا حق تم سے کوئی نہیں چھین سکتا، خود میں بھی نہیں'' وہ بیگ لے کر وہاں سے اُٹھنے لگی تو احد نے کہا۔

''تو پھر مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔۔''

Clubb of Quality Content

چلئے احد اور مائرہ کو دفتر میں چھوڑ کر، ہاشم اور نور کو لڑتا چھوڑ کر، ماں کو احد کیلئے پریشان چھوڑ کر، التمش کو اُس کے سوالوں میں گُم چھوڑ کر، ہم چلتے ہیں آج سے 6 سال پہلے جب احد اور مائرہ کی کہانی شروع ہوئی تھی۔۔۔

-

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سال قبل:6

مئی 2018۔ کراچی 03

یہ صبح بھی ہر صبح کی طرح تھی۔وہی مئی کی دھوپ،وہی پرندوں کی آوازیں،وہی موٹر سائیکلز کا شور۔اگر کچھ بدلنا تھا تو وہ تھی مائرہ کی زندگی....

آج مائرہ کا آخری پیپر تھا اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اُس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُس کا پیپر بہت اچھا ہوا۔اُس کا چہرہ آج کی مائرہ کی نِسبت کافی کم عمر لگ رہا تھا۔یہ اس کا آخری سمیسٹر تھا۔اس کے بعد اب وہ اپنا بزنس شروع کریگی۔اُس کے پاس آئیڈیاز تو بہت تھے مگر اتنی گنجائش نہ تھی۔ایسے میں اب اُسے کوئی بزنس پارٹنر چاہیے تھا۔مگر ابھی اُسے رزلٹ آنے تک انتظار کرنا تھا۔کچھ دن بعد رمضان شروع ہو رہا تھا۔اور ایسے میں گھر سے باہر نکلنا مشکل تھا۔اور اس سال کا رمضان اُن کے لیے یادگار رہنے والا تھا۔کیوں کہ مائرہ اور اُس کی امی عمرہ کرنے جا رہے تھے۔وہ اس سال 7 دن مکہ اور 7 دن مدینہ گزارنے جا رہے تھے۔"آج کچھ لوگ آرہے ہیں تمہیں دیکھنے۔" وہ کھانا کھا رہی تھی جب اُسکی امی نے اُسے بتایا۔

"مگر امی ابھی تو میں نے اپنا بزنس شروع کرنا ہے۔میں اتنی جلدی شادی نہیں کر سکتی۔"

مائرہ کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

''شادی کرنے کو کون کہہ رہا ہے ابھی تو صرف وہ لوگ آرہے ہیں۔اگر ہمیں پسند آگئے تو بات پکی کردیں گے"اُس کی امی نے اُس سے کہا۔اوراُس کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔

''اوراگراُنہوں نے شادی کرنے پر زور دیا تو؟"وہ واقعی پریشان۔ تھی۔

''تم ایک دفعہ اُن سے مل کر تو دیکھو،اگر تمہیں وہ اچھے لگے تو ہی ہاں کرینگے''وہ بہت پیار سے اُسے سمجھارہی تھیں۔

اُن کے گھر میں صرف وہ اور مائرہ ہی رہا کرتے تھے۔اباکو گزرے کافی برس ہوگئے تھے۔اُن کی چند دُکانیں تھی جن کو مائرہ کی امی نے اُن کی وفات کے بعد کرائے پر دے دیا تھا اور اُن سے ہی ان دونوں کا بہت اچھا گزر بسر ہورہا تھا۔

"اچھا تب کی تب دیکھی جائے گی"وہ ماں کو تنہا چھوڑنے سے ڈرتی تھی۔ مگر ماں کے سامنے ایسا کچھ نہیں کہتی تھی۔

بجے کے قریب احد سلطان اور فریدہ بیگم اُن کے دروازے پر تھے۔احد تب ایک اچھی 5 جاب کیا کرتا تھا۔اور عنقریب اپنا بزنس سٹارٹ کرنے کا سوچ رہا تھا۔

رسمی علیک سلیک کے بعد انہوں نے اپنی بات شروع کی۔

"یہ فضول رسموں میں ہم وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے ہم گھر میں دو لوگ ہی رہتے ہیں۔اسی لیے ہم کسی سے مشورہ کرنے کیلئے بھی وقت نہیں مانگیں گے۔مائرہ ہمیں تصویر دیکھتے ہی پسند آگئی تھی۔اور آج ہم یہاں صرف ہاں کرنے آئے ہیں" وہ ایک لمحے کو ٹھہریں۔

"البتہ آپ لڑکی والے ہیں۔آپ کا بھی حق ہے ہمارے بارے میں جاننا۔آپ جتنا وقت چاہیں لے سکتے ہیں" ان کے لہجے میں اپنائیت تھی، جو مائرہ کو اچھی لگی۔

"آپ کے آنے کا بہت شکریہ، مگر ابھی مجھے تھوڑا سا وقت درکار ہے میرے بھائی کراچی سے باہر ہوتے ہیں۔میں اُن سے مشورہ کر کے آپ کو بتاؤں گی۔" انہوں نے بات مکمل کر

کے مائرہ کو نہیں دیکھا۔ مگر مائرہ اُن کو ہی گھور رہی تھی۔(اُن کو بتانے کی کیا ضرورت- تھی بھائی بھی ہے)۔so called کہ آپ کا ایک

"جی جی ضرور مگر آپ جب ہمارے گھر آنا چاہیں آسکتی ہیں۔اور مائرہ کو بھی ساتھ لائیے گا، وہ بھی اپنا گھر دیکھ لے گی۔" احد یہ سُن کر ہلکا سا مسکرایا۔

"ابھی ہمیں اجازت دیں، اُمید ہے پھر ضرور ملیں گے۔" وہ اور احد اکٹھے کھڑے ہو گئے۔ نکلنے سے پہلے اُنہوں نے مائرہ کو گلے لگایا

"میری بیٹی اپنا بہت سارا خیال رکھنا" اور اُس کا ماتھا چُوما۔مائرہ نے ایک نظر احد کو دیکھا۔احد بھی اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔دونوں کی آنکھیں ٹکرائی۔وہ فوراً سے آنٹی کی طرف متوجہ ہو گئی۔" آپ بھی"

احد ہلکا سا مسکرایا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔

اُن کے باہر نکلتے ہی وہ فوراً سے ماں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایک کو یہ بتانے کی کہ آپ کا کوئی بھائی بھی ہے، پچھلے 20 سال سے آپ اُن سے رابطہ کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔ مگر اُنہوں نے کبھی آپ سے بات نہیں کی۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی اپنے so called. ماموں کیلئے

" غلطی بھی تو میری ہی تھی۔ اور وہ کب تک ناراض رہیں گے مجھ سے، بہن ہوں میں اُنکی۔"

"جو پچھلے 20 سال سے ناراض ہیں وہ اگلے 20 سال بھی آسانی سے ناراض رہ سکتے ہیں"

اُس کے پاس ماں کو دینے کیلئے کوئی تسلی نہ تھی۔ اس نے کبھی اپنے ماموں کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ 21 سال کی ہو چکی تھی۔ اور جب وہ 1 سال کی تھی تب ایک حادثے میں اُس کے نانا نانی کا انتقال ہو گیا تھا۔ تب سے اُن کے ماموں کے گھر کے دروازے اُن کیلئے بند تھے۔

"پسند کی شادی کرنا گناہ نہیں ہوتا اور آپ نے شادی کوئی بھاگ کر نہیں کی تھی بلکہ نانا نانی کی مرضی سے کی تھیں۔ اب اُنہوں نے اِسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے۔ اور ہماری زندگی اُن کے بغیر بھی بہت اچھی گزر رہی ہے۔" وہ کچھ سیکنڈز کیلئے خاموش ہوئی

"اور آپکو میری قسم آپ اس کے بعد اُن کو فون نہیں کرینگی۔"

''آج تمہارے رشتے کیلیئے جو لوگ آئے وہ کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں کہ ایک بھائی ہی ہے وہ بھی ناراض اُن کی جگہ جو بھی ہو وہ یہی سوچے گا۔'' وہ بہت پریشان تھیں۔

''وہ جو بھی سوچیں، یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے، اگر رشتہ ہونا ہوا تو ہو جائے، مگر اِس کے بعد آپ کبھی ذکر نہیں کریں گی کہ آپکا کوئی بھائی بھی ہے۔''اُس نے دوٹوک بات کی۔

"تمہیں کیسے لگے یہ لوگ؟"اُنہوں نے بات بدلنے کی کوشش کی۔

''ٹھیک تھے" وہ مزید کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی۔

"تو میں اُن سے بات کر رہی ہوں، اس ہفتے کو ہم چلیں گے اُن کے گھر۔''وہ مطمئن نظر آ رہی تھیں۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔"وہ خوش تھی مگر ایک مشرقی لڑکی کی طرح شرما بھی رہی تھی۔

ہفتے کے دن مائرہ اور اُسکی امی احد سلطان کے گھر گئیں تھی اور فریدہ بیگم کا رویہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا آپ نے کچھ دن پہلے دیکھا۔ البتہ احد آج اُس دن سے کچھ زیادہ حَسن مکھ نظر آ رہا تھا۔

"احد بیٹے آپ مائرہ کو گھر دکھا دیں۔ ہمارے بیچ بیٹھ کر آپ دونوں بور ہو رہے ہوں گے"

فریدہ بیگم نے دھیرے سے احد کو پکارا۔

، چلیں؟"اُس نے ایک نظر مائرہ کو دیکھا۔"Sure"

وہ سادا کالے رنگ کا سوٹ پہنے تھی۔ چہرے پر میک اپ کے نام ہلکی سی لِپ سٹِک لگی تھی۔ پاؤں میں کالے رنگ کی ہیلز اور ہاتھ میں بھی کالے رنگ کا پرس۔ وہ ہمیشہ ایسی میچنگ نہیں کرتی تھی مگر آج کی تھی۔

احد اُسے اپنا گھر دکھا رہا تھا اور اب وہ دونوں ٹیرس پر پہنچ چکے تھے۔

"تو کیسا لگا آپ کو ہمارا گھر؟؟"اُس لمبی خاموشی کو توڑنے والا احد تھا۔

"بہت اچھا"اب وہ احد کو دیکھ رہی تھی۔

"اور میں؟"وہ مسکرا رہا تھا۔

"وہ میں امی کو بتا چکی ہوں۔ وہ آپ کی امی کو بتا دیں گی۔"

اب وہ نیچے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"آپ کو کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ سکتی ہیں۔" وہ بھی اب نیچے دیکھ رہا تھا۔ سامنے اُن کا لان تھا اور وہاں مختلف سبزیاں لگائی گئی تھی۔

"کیا یہ رشتہ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟" اس نے ایک نظر احد کو دیکھا اور پھر نیچے دیکھنے لگی۔

"حالانکہ ایسے سوال لڑکیوں سے پوچھے جاتے ہیں۔" وہ ہلکا سا مُسکرایا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں تھا۔" وہ بالکل سنجیدہ تھی۔

وہ مڑا اور ایک نظر مائرہ کو دیکھا "دیکھیں میری وہی مرضی ہے جو میری ماں کی ہے۔ ایسے لڑکے کو اکثر لوگ mummy's boy کہتے ہیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میری ماں نے مجھے کتنی مشکلوں سے پالا ہے۔ میں 3 سال کا تھا جب میرے ابا نے میری ماں کو طلاق دے

کر دوسری شادی کرلی۔ماں بھی چاہتی تو دوسری شادی کر سکتیں تھیں۔مگر انہوں نے میرے مستقبل کیلئے ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔"

مائرہ بھی اب اُسے ہی ہے دیکھ رہی تھی۔

"رشتے دار اُن کے ہوتے ہیں جن کے پاس پیسے ہوتے ہیں۔ہمارے پاس دونوں ہی نہیں تھے۔میری ماں پڑھی لکھی تھی اور علم کی روشنی سے اندھیروں کا سفر کم ہو جاتا ہے۔اور میری ماں کی جگہ کوئی اور ہوتی تو شاید اس اندھیرے کے سفر سے ڈر کے اپنا راستہ اور منزل دونوں بدل لیتی۔"اُس کے لہجے میں اپنی ماں کیلئے فخر تھا جسے وہ محسوس کر سکتی تھی۔وہ احد سلطان کو اتنا گہرا نہیں سمجھ رہی تھی۔

"ہر ایک کی زندگی میں کوئی ایسا شخص ضرور ہوتا ہے جس کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے،میری زندگی میں وہ شخص میری ماں ہے اور مجھے ہمیشہ سے ایسی لڑکی کی خواہش تھی جو میری ماں جتنی بہادر ہو۔اور آپ میں مجھے وہ بہادری دِکھی۔"

اس کی جیب میں موجود فون بجا،شاید کسی کا میسج آیا تھا۔وہ "سوری،ایک منٹ پلیز" کہہ کر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔

-"اب آپ بتائیں، کیا یہ رشتہ آپ کی مرضی سے ہو رہا ہے؟""اب کی بار وہ مُسکرایا۔

"آپ کی اور میری ماں نے ایک جیسی مشکلات دیکھی ہیں۔ میرے ابا کے انتقال کو 13 سال ہو گئے۔ میں تب 8 سال کی تھی۔ میری ماں بس اتنا ہی پڑھی لکھی تھیں کہ کسی دفتر میں جانا ہوتا تو وہ اچھے سے بات کر سکتی تھی۔ البتہ وہ کسی دفتر میں کام نہیں کر سکتی تھیں۔ ہماری چند دُکانیں ہیں مین مارکیٹ میں، انہی سے ہمارا بہت اچھا گزر بسر ہو رہا ہے۔ رمضان میں، میں اور امی عمرہ پر جا رہی ہیں۔"اُس نے آخری مسکرا کر بتائی۔

"میری امی کے ایک بھائی ہیں۔ جو 20 سال سے ہم سے رابطہ میں نہیں ہیں۔ میری امی کی شادی نانا نانی کی مرضی سے ہوئی تھی مگر ماموں کو ابا شروع سے ہی پسند نہیں تھے اور اس بات کو اُنہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ امی اکثر ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں مگر وہ بات نہیں کرنا چاہتے، ہم بھی آپ کی طرح دو ہی ہیں"

"مگر یہ میرے سوال کا جواب نہ تھا۔"اب کی بار دونوں ہنسے۔ اتنے میں فریدہ بیگم کی آواز آئی کہ نیچے آ جاؤ۔

جب مائرہ اور اُس کی امی جانے لگے تو اُس کی امی نے دو دن کا وقت مانگا۔ دونوں گھر جانتے تھے کہ جواب ہاں ہی ہو گا مگر وہ یہ روایت برقرار رکھنا چاہتے تھے۔

"مگر یہ جواب آپ کو رمضان سے پہلے دینا ہو گا"

رسمی خدا حافظ کرنے کے بعد احد اور فریدہ بیگم اندر آ گئے۔ فریدہ بیگم اُس سے باتیں کر رہی تھیں مگر وہ اپنے خیالوں میں گُم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

-

ٹھیک دو دن بعد مائرہ کی امی نے فریدہ بیگم کو فون کر کے ہاں کر دی۔ فریدہ بیگم چاہتی تھیں کہ رمضان سے پہلے ہی چھوٹی سی رسم ہو جائے۔ البتہ شادی جب دونوں بچوں کی مرضی ہوئی تب کر لیں گے۔ مگر مائرہ کی امی چاہتی تھیں کہ شادی بھی جلد ہی ہو جائے۔

-

آج پہلا روزہ تھا اور ٹھیک دو دن بعد مائرہ اور اُس کی امی نے عمرہ کیلئے جانا تھا۔اور پھر 15 دن بعد اُن کی واپسی تھی۔اُن کی عید پاکستان میں ہی ہونی تھی۔

جب وہ صبح اٹھی تو اُس کی امی سحری بنا رہی تھیں وہ اُن کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔اُس نے نوٹ کیا کہ ماں کا چہرہ تھوڑا مرجھا سا رہا تھا۔اس نے بخار چیک کرنے کیلئے اُن کے ماتھے کو چھوا۔

"امی آپ کو تو بخار ہو رہا ہے، آپ بیٹھیں میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں۔پھر سحری بناتی ہوں" اُس نے نوٹ نہیں کیا کہ اُس کی امی سحری بنا چکی ہیں۔بس چائے رہتی ہے۔

''نہیں بیٹا میں ٹھیک ہوں، تم بس یہ سب کچھ ٹیبل پر لگا دو۔ وہاں ساتھ میں فریش جوس بھی پڑا تھا جو انہوں نے مائرہ کیلیئے بنایا تھا۔ البتہ وہ خود صرف چائے پیا کرتی تھیں، جو مائرہ کو پسند نہیں تھی۔

"امی آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں اُٹھایا۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپ روزہ نہ رکھیں''اُس کی بات پر ماں نے اُسکو گھور کر دیکھا۔

''روزہ رکھنے کیلیئے طبیعت کی نہیں، ایمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ پتہ نہیں کتنے لوگ ہوں گے جو مجبور ہوں گے مگر پھر بھی اس وقت روزہ رکھ رہیں ہوں گے۔ شاید اُن کے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ اور میرے پاس اتنی سہولیات موجود ہیں۔ اور ذرہ سے بخار کی وجہ سے روزہ چھوڑ دوں؟" مائرہ نے جواب نہیں دیا وہ جانتی تھی کہ ماں اُسکی بات نہیں مانیں گی۔

سحری کرنے کے بعد ماں نے مائرہ سے کوئی سر درد کی گولی مانگی اور مائرہ نے انہیں لا دی وہ جانتی تھی کہ ماں اُسکی بات کبھی نہیں مانتی۔ خاص طور پر جب بات نماز یا روزے کی ہو۔

"اچھا امی اب آپ آرام سے سو جائیں۔ فجر کی نماز پھر قضا کر لیجئے گا۔'' وہ جانتی تھی کہ ماں نہیں مانیں گی مگر آخری کوشش سہی۔

"بیٹا، نماز مشکل نہیں ہوتی، وضو کرنا مشکل ہوتا ہے۔اس لیے میں ہمیشہ باتھ روم سے وضو کر کے نکلتی ہوں۔تاکہ جب بھی اذان ہو تو میں فوراً نماز پڑھ سکوں۔" مائرہ خاموشی سے اُنہیں سُنتی گئی۔بولی کچھ نہیں۔اُسے ماں سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا تھا۔اور آج اُس نے یہ سیکھا تھا کہ نماز پڑھنا مشکل نہیں ہوتا، وضو کرنا مشکل ہوتا ہے۔

-

اُن کا رمضان بہت اچھے سے گزر گیا۔عید بھی اچھے سے گزر گئی۔مگر ماں کو اپنی صحت کا بھروسہ نہ تھا۔اُن کو عجیب عجیب وسوسے آتے تھے اور اب وہ چاہتی تھی کہ مائرہ اپنے گھر کی ہو جائے۔مگر وہ لڑکی کی ماں تھیں۔ایسی بات اپنے منہ سے نہیں کر سکتی تھیں۔وہ چاہتی تھیں کہ احد کی ماں شادی کی بات کریں۔مگر وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ مائرہ اتنی جلدی شادی کیلئے نہیں مانے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

-

کچھ دن بعد احد کی امی ان کے گھر آئی اور شادی کی بات کی۔

"اب میں چاہتی ہوں کہ میری بیٹی میرے گھر آجائے۔" فریدہ بیگم بہت تحمل سے بات کر رہی تھیں۔

"چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ مائرہ جلد از جلد اپنے گھر کی ہو جائے۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ مائرہ نہیں مانے گی۔" مائرہ کی امی نے کہا۔

"آپ اُس سے بات کر کے دیکھیں ہو سکتا ہے کہ وہ مان جائے"

"جی میں ضرور اس سے بات کرنے کی کوشش کروں گی"

-

"مگر امی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" مائرہ یکدم اُن کی بات سن کر کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا مطلب کیسے ہو سکتا ہے؟ ہر لڑکی کو ایک دن رخصت ہو کر اپنے گھر جانا ہوتا ہے۔ اس میں حیرانی والی کیا بات ہے" وہ بھی اُس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں۔

"مگر آپ نے تو کہا تھا کہ ابھی صرف بات پکی کریں گے شادی کچھ سال بعد ہو گی۔ اور ابھی Restaurant بھی بنانا ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ میں اس بارے میں کتنی Possesive ہوں۔ میں ابھی ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی" اُس نے اپنا آخری فیصلہ مجھے میرا ذاتی سُنایا اور وہاں سے جانے لگی۔

"مگر میں نے تمہاری ساس سے بھی بات کی ہے۔ اُن کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ احد بھی اپنا بزنس شروع کرنا چاہتا ہے۔ تم اُسے اپنا آئیڈیا بھی بتاؤ، ہو سکتا ہے اُسے پسند آجائے اور تم دونوں مل کر اپنا restaurant بنالینا۔" وہ اپنی کرسی پر واپس بیٹھ گئی۔

"مگر امی میں نے جو خواب آپ کے ساتھ مل کر دیکھیں ہیں۔ میں اُن کو پورا بھی آپ کے ساتھ ہی مل کر کرنا چاہتی ہوں۔" وہ بھی واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی اور بڑے تحمل سے بات کی۔

''تو کیا ابھی صرف نکاح کر لیں؟اس سے تم احد کے ساتھ کوئی کام شروع کرنے میں جھجکو گی نہیں؟''وہ خاموش ہوئی تو مائرہ کے جواب کا انتظار کیا مگر وہ صرف انہیں دیکھ رہی تھی بے یقینی سے۔وہ کچھ سوچ رہی تھی.

''میں احد سے اس بارے میں بات کروں گی پھر آپ کو بتاؤں گی۔''وہ ابھی ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی.وہ ماں کو اکیلے چھوڑنے سے ڈرتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ دونوں آمنے سامنے ایک restaurant میں بیٹھے تھے۔آج مائرہ نے نیلے رنگ کی فراق frok)پہنی تھی۔احد نے سادی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔احد نے waiter کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور بلایا۔

''دو کافی پلیز''اُس نے مائرہ سے پوچھے بنا کہا۔

کی طرف متوجہ تھا۔اُس نے waiter "سوری میں کافی نہیں پیتی "مائرہ نے اُسے دیکھا جو ایک نظر مائرہ کو دیکھا

"میں جانتا ہوں کہ آپ کو کافی، چائے وغیرہ نہیں پسند آپ کو فریش جوس پسند ہے. مگر یہ دو کافیز میرے لیے ہیں۔اب آپ ان سے پوچھ لیں "اُس نے ویٹر کو دیکھ کر مائرہ کی طرف اشارہ کیا۔وہ اُسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ بروقت وہ ویٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ویٹر وہاں سے چلا گیا۔احد نے Thanks"میں کچھ نہیں پیوں گی۔

بھی زور نہیں دیا۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ میں چائے، کافی نہیں پیتی؟" وہ پھر سے احد کو دیکھنے لگی۔جو اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ آپکی سکِن بہت فیئر ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔"مائرہ نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا۔

"دنیا میں بہت سے لوگ چائے پیتے ہیں مگر پھر بھی سفید ہیں۔"

"چہرے کے چمکنے اور سفید ہونے میں فرق ہے مائرہ"اس نے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے.

لگ رہا تھا۔interesting“کیسا فرق ؟"اُسے یہ

fully hydratedکرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ Glow"اگر آپ کا چہرہ آپ تبھی ہوتے ہیں جب آپ healthyبھی۔اور Healthyہوتے ہیں اور آپشن نہیں ہے۔” وہ اُسے Healthyکوئی caffeineکھاتے ہیں اور Healthy ہی دیکھ رہی تھی۔

“اور سفید رنگ ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کالا رنگ ہونا، اگر آپ اچھا کھاتے پیتے ہیں تو آپ کا کرتا ہے، چاہے وہ کالا ہو یا گورا" وہ چُپ ہوا تو اتنے میں ویٹر کافی لے آ کر آگیا۔Glowچہرہ

“اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے تو آپ اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" وہ کافی کو دیکھتے بول رہی تھی۔ویٹر کافی رکھ کر چلا گیا تو احد نے ایک کافی مائرہ کی طرف بڑھائی ۔مائرہ کے نا سمجھی سے اُسے دیکھا۔

“میں کافی نہیں پیتی"اُس نے جیسے احد کو یاد کروایا۔

"مگر اب تو میں نے منگوالی"اس نے ہلکے سے شانے اچکائے

"آپ نے کہا تھا کہ آپ دو"اُس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ کہ اُس نے اپنی بات شروع کی۔

"کافی سے آپکی ایز جی بوسٹ ہو گی اور آپ میری باتوں کو سمجھ سکیں گی کہ کوئی بھی شخص آپ کے چہرے سے نہیں بتا سکتا کہ آپ کیا کھاتے پیتے ہیں۔" مائرہ کو احد کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی بالکل آپ کی طرح۔

"تو آپ کیسے جانتے تھے کہ میں واقعی کافی یا چائے نہیں پیتی؟" وہ ابھی تک یہی سوچ رہی تھی۔

"جب ہم آپ کے گھر گئے تھے تو میں آپکی کچن میں گیا تھا، وہاں دیکھا کہ آپکی روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والا ایک ہی کپ وہاں رکھا تھا، بعد میں آپ نے اُس کپ میں آنٹی کو لا کر چائے دے دی۔ تو میں سمجھ گیا کہ آپ چائے نہیں پیتی" کیا کمال کی observation تھی اِس بندے کی، مائرہ نے سوچا۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" پھر بھی تسلی کیلئے پوچھ لیا۔

''نہیں، میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔''اُس نے پھر سے شانے اچکائے۔اب کی بار مائرہ صرف اُسے گھورتی رہی۔

''اچھا،اچھا بتا رہا ہوں۔''اُس نے ہتھیار ڈال دیئے۔

''جب آپ ہمارے گھر آئے تھے تو امی آپ کی بھی چائے بنا کر لے آئی،تو آپ نے بتایا تھا کہ آپ چائے نہیں پیتی۔''اب کی بار وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔مائرہ کو بھی یاد آگیا تھا اور وہ اپنی بے وقوفی پر خود ہی ہنس دی۔۔۔

''ویسے میں یہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا کہ آپکی سکِن بہت فیئر ہے اور یہ بھی جھوٹ نہیں ہے کی یہ آپکو مزید خوبصورت بنا رہی ہے''وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔''اب یہ جگہ ہلکی ہلکی گلابی ہو رہی ہے''اُس نے اپنی گال پر ہاتھ لگا کر جیسے نئی اطلاع دی۔مائرہ کو سوچ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

''آپ کی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو کافی پی لیں،ٹھنڈی ہو رہی ہے''اُس نے موضوع بدلنا چاہا۔

کئے بغیر کافی نہیں پیتا۔" اُس نے سر نفی میں ہِلایا اور ویٹر کو بُلانے کیلئے cheers" مگر میں کرتے اپنا کپ ہوا میں بلند کیا۔احد نے اپنا کپ cheers ہاتھ اُٹھانے ہی والا تھا کہ مائرہ نے اُسکے ساتھ ٹکرایا اور فاتحانہ انداز میں مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو کہ مجھے پتا تھا کہ تم کافی پئیو گی۔

-

باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی،مائرہ کھڑکی سے باہر اُن شفاف بوندوں کو دیکھ رہی تھی جو زمین پر گرتے ہی فنا ہو رہی تھیں۔

"مائرہ کیا سوچا تم نے؟" اُس کی امی کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھ رہی تھیں۔یہ اُسی دن میں ملے تھے اور مائرہ اُس سے کافی متاثر ہوئی restaurant کی رات ہے جب احد اور مائرہ تھی۔

"ایک شرط پر میں راضی ہوں اور وہ میں نے احد کو بھی بتائی۔ اگر آپ کو قبول ہے تو ٹھیک۔" اُس نے ایک نظر ماں کو دیکھا اور پھر سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ وہ آنسو جیسے قطرے تھے، بالکل شفاف، جو کھڑکی پر گرتے اور تیزی سے نیچے جاتے اور فنا ہو جاتے۔

"مجھے قبول ہے، میں چاہتی ہوں کہ تم بس شادی کر لو" وہ اُسکے پاس آکر بیٹھیں اور اُس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ پچھلے 21 سال سے ماں کے ساتھ تھی مگر اب ایسا کیا تھا جو ماں کو بے چین کر رہا تھا؟ اُنکی صحت؟ مگر وہ تو بالکل ٹھیک تھیں۔ وہ نارمل چیک اپ کے لیے ماں کے ساتھ جاتی تھی کیونکہ اُنکو شوگر تھی. مگر وہ تو ایک عام سی بات تھی اس عمر میں۔ مگر وہ ایسا کیوں سوچ رہی تھی کہ ماں بیمار ہیں؟ ہو سکتا ہے وہ مائرہ کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ مگر خوش تو وہ ماں کے ساتھ بھی تھی؟ مگر فلحال اُسے یہ سوچنا تھا کہ ماں ٹھیک ہیں اور اُسے خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔ کچھ اور سوچنے کے تصور سے بھی وہ ڈرتی تھی۔ وہ ماں کو تنہا چھوڑنے سے ڈرتی تھی، اور ماں اُسکو۔۔۔۔۔

کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔

دنیا میں اور بھی ہزار مسئلے ہیں کافی پینے کے علاوہ، اب کیا ہم وہ بات کر سکتے جو ہم یہاں کرنے آئے ہیں؟" وہ دوبارہ سے سنجیدہ نظر آرہی تھی۔

"احد بھی محتاط ہوا۔Go Ahead"

"میں اپنا ریسٹورنٹ بنانا چاہتی ہوں مگر میرے پاس صرف Ideas ہیں، سرمایہ نہیں ہے۔اور امی نے بتایا تھا کہ آپ بھی اپنا کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے بس آپ کو جگہ اور خالی عمارت چاہیے ہو گی، باقی کام میرا" وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"میرا آپ سے وعدہ رہا کہ آپ کو ریسٹورنٹ میں بنا کر دوں گا۔" مائرہ کے ماتھے کے بَل کم ہوئے اور سیدھے ہو کر بیٹھی۔

"اس کے لیے آپکو کتنا ٹائم چاہیے ہو گا؟"

"ابھی میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں مائرہ، مگر زیادہ سے زیادہ 2 سال۔اس سے زیادہ نہیں لگے گا۔" مائرہ کی مسکراہٹ دھیمی ہوئی۔ مگر ایک ایسی سورنگ میں فاصلہ طے کرنا آسان تھا

جس کا دوسرا پار نظر آتا ہو، وہ بالکل اندھیرہ نظر آنے سے بہتر ہوتا ہے۔ وہ اب چاہتی تھی کہ یہ دو سال جلدی سے گزر جائیں۔ 730 دنوں کی بات تھی اور اُس کا خواب پورا ہونے والا تھا۔

''مگر اس کیلئے میری ایک شرط ہے" وہ دھیمے سے بولا۔

مائرہ کے ذہن میں 100 سوچوں نے جنم لیا۔ اُس نے احد کے جملہ مکمل ہونے کا انتظار کیا۔

"وہ یہ کہ یہ کافی جس کا آپ نے ابھی تک ایک گھونٹ بھی نہیں بھرا، اسے ختم کرنا ہو گا، cheers'' بات صرف کرنے کی نہیں ہوئی تھی

اُس نے ہنس کے کہا، مائرہ بھی ہنس دی اور اثبات میں سر ہلایا۔

''cheers'' خیر بات تو صرف کرنے کی ہی ہوئی تھی'' اُس نے جیسے یاددہانی کروائی اور کافی کا گھونٹ بھرا۔

"میری امی بھی ہمارے ساتھ ہی رہینگی۔ میری شادی کے بعد وہ بالکل تنہا ہو جائیں گی۔''

مائرہ نے کافی کا گھونٹ بھرتے کہا۔

"ہاں، کیوں نہیں۔ اگر وہ نہ مانی تو میں بھی اُن سے بات کروں گا۔ وہ ضرور ہمارے ساتھ رہینگی" کچھ تھا اُس کے لہجے میں جس سے مائرہ مطمئن ہو گئی۔

باہر بادل گرجنے کی بھی آواز آرہی تھی۔

"اب مجھے چلنا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ بارش آجائے۔ اینڈ تھینکس فار دی کافی۔"اب وہ اپنا سامان لپیٹ رہی تھی۔

"Just relax، جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں ہیں۔" احد ویسے ہی مطمئن بیٹھا تھا۔ اتنے میں باہر تیز بارش شروع ہو گئی۔ مائرہ نے ایک نظر باہر دیکھا اور واپس احد کو دیکھتے اپنا بیگ پھر سے ٹیبل پر رکھا۔

اچھی "observation" ہے آپ کی

"کبھی غرور نہیں کیا"

"آپ تو جا رہی تھیں مائرہ؟" مائرہ نے ایک نظر باہر بارش کو دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔ اب وہ اپنا بیگ کھول رہی تھی مگر خلافِ توقع اُس کے بیگ میں میک اپ نہیں تھا بلکہ اُس میں ایک

چھاتا تھا، اس کے علاوہ اُس میں ٹشوز، پین کلر، چارجر، ایک چھوٹی سی ڈائری اور قلم، پرفیوم، چیونگم، اور پانی کی بوتل تھی۔

''آپ نے تو پورا اسٹور کھول رکھا ہے۔'' احد کہے بِنا نہ رہ سکا۔

''جہاں باقی لڑکیوں کے بیگ میں میک اپ ہوتا ہے وہیں آپ کے بیگ میں سب ہے" اُس نے بیگ کی طرف اِشارہ کیا۔

''اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے۔'' اُس نے اپنے بیگ سے چھوٹا سا چاقو نکال کر احد کو دکھایا۔

''اور یہ کس لیے؟"

کیا آپ واقعی پاکستان میں رہتے ہیں؟" مائرہ نے اُس سے نظر ملائی مگر اُس نے جواب نہیں دیا مگر ہلکا سا مسکرا دیا۔

''تو کیا آپ کو شوق بھی نہیں ہے میک اپ کا؟''

''میک اپ وہ کرتے ہیں۔ جن کو خود پر اعتماد نہیں ہوتا کہ وہ اچھا دِکھتے ہیں مگر مجھے ہے۔ جب اعتماد نہیں تھا، تب میک اپ کا شوق تھا۔"

احد دیکھ سکتا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہی، اُسے واقعی کسی میک اپ کی ضرورت نہیں تھی، وہ بہت حسین تھی۔اسکی گہری آنکھیں کسی جھیل کی طرح تھی، جن میں ڈوب جانے کو دل چاہے، اُسکے لمبے بال اُسکی شخصیت کو اور بھی پرکشش بناتے تھے۔اور اُس کے چہرے کی چمک تو آپ پہلے سے جانتے ہو۔۔۔

"اور یہ اعتماد آپ نے کیسے حاصل کیا؟" وہ جاننے میں انٹرسینڈ تھا۔

"خود کو بدل کر، لوگ کیا سوچیں گے یہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر، اور پیسے ضائع کرنا چھوڑ کر "

"پیسے سے اعتماد کا کیا تعلق ؟"

"دیکھیں، جس طرح دل، دماغ اور معدے کا آپس میں تعلق ہے۔ بالکل اسی طرح ان ریسٹورنٹس، ہاسپِٹلز اور میک اپ والوں کا آپس میں تعلق ہے۔ہم لوگ جنک فوڈ بھی کھانا چاہتے ہیں، پتلے بھی دِکھنا چاہتے ہیں، بیمار بھی نہیں ہونا چاہتے، اور پمپلز سے بھی چھُٹکارا چاہتے ہیں۔پہلے تو ہم باہر سے کھانا کھاتے ہیں اور پھر بیمار ہونے پر دوائی لاتے ہیں اور پمپلز کیلئے antibiotics اور میک اپ ضروری ہیں۔"

اگر آپ ان میں سے صرف جنک فوڈ کھانا بھی چھوڑ دیں گے تو باقی 2 سے خود بخود "so
نجات حاصل کر لیں گے۔ آپ کو لگتا ہے آپ ایک جگہ پر پیسہ خرچ رہے ہیں مگر در حقیقت
آپ تین چیزوں پر پیسہ خرچ رہے ہوتے ہیں۔"

"اِنٹرسٹِنگ" احد نے جواب میں یہی کہا۔ اب بارش بھی آہستہ ہو چکی تھی مگر بادل ابھی
وہاں سے ہٹے نہیں تھے۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ایک بار پھر برسیں گے، شاید ابھی ہی، شاید ایک
گھنٹے بعد یا شاید رات کو۔ اور اس سے پہلے اُسے گھر پہنچنا تھا۔

"آپ سے باتیں کرتے کرتے بارش بھی رُک گئی، ابھی مجھے جانا ہو گا۔ اس سے پہلے کہ
بارش پھر سے آ جائے۔ آپ نہیں جائیں گے؟" اُس نے چھاتا بیگ میں واپس رکھتے پوچھا۔

"نہیں، ابھی میرا ایک دوست آ رہا ہے پہنچنے والا ہے اُس سے مل کر گھر جاؤں گا۔" یہ کہہ کر
وہ مائرہ کو دروازے تک چھوڑنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہاں سامنے سے مصطفیٰ کمال آ رہا تھا۔
اُس نے مائرہ کو احد کے ساتھ دیکھا۔ البتہ مائرہ نے اُسے نہیں دیکھا۔ وہ بھیگا ہوا لگ رہا تھا۔ اُس
کے پاس کوئی چھاتا نہ تھا۔

وہ احد کو خدا حافظ کہہ کر وہاں سے نکل گئی۔البتہ مصطفیٰ کمال بھی احد کے ساتھ ساتھ اُسے دور جاتا دیکھتا رہا۔اُس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔وہ مڑ کر دیکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔

"یہ کون تھی؟؟"مائرہ کے جانے کے بعد مصطفیٰ نے احد کو مخاطب کیا۔جو ابھی واپس آکر اُسی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔

مصطفیٰ کمال اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا جہاں کچھ دیر پہلے مائرہ بیٹھی تھی۔

"تمہاری ہونے والی بھابھی۔"وہ مطمئن نظر آرہا تھا۔

"اور علیزے؟"اس نے فوراً احد کو اُسکی گرل فرینڈ یاد کروائی۔

"وہ کون ہے؟"احد نے انجان بننا چاہا۔

"وہی جس کے ساتھ تم پچھلے تین سال سے گھوم رہے ہو۔"

"صرف گھوم ہی تو رہا ہوں۔"

"صرف گھوم رہے ہو؟وہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔"

"ہاں تو کیا ہوا، اُس کے 3 بار قبول ہے بول دینے سے ہماری شادی تھوڑی نہ ہو جائے گی۔اور یہ میں نے اُسے بتایا تھا کہ میں اپنی ماں کی پسند کی لڑکی سے شادی کروں گا۔اور اُسے لگتا ہے کہ ماں اُسے پسند کر لیں گی، ہونہہ۔"اُس نے جیسے علیزے کا مذاق اڑایا۔

"اور وہ نہیں مانیں گی کیا؟؟"مصطفی نے سوال کیا۔

"وہ بالکل مان جائیں گی مگر اُن کو بتائے گا کون؟"ویٹر اُن کی کافی لے کر آگیا تو دونوں چپ ہو گئے۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جاری ہے۔۔۔

آپکو اِس کی دوسری قِسط ۱۵ دسمبر کو مل جائے گی۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے

دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842